اداریہ

عالم اسلام کو درپیش مسائل اور علماءِ کرام کی خطرناک عدیم الفرصتی

جدید وسائل اعلام کی وجہ سے اب پوری دنیا کے لوگ ایک دوسرے کے حالات سے اس قدر جلد واقف ہونے لگے ہیں کہ دنیا کے کسی بھی کونے میں کوئی معمولی یا غیر معمولی واقعہ ہو جائے تو اس کی خبر چند سیکنڈوں میں پوری دنیا تک پہنچ جاتی ہے۔ انسان کا اس قدر ترقی کر لینا جہاں انسانیت کے لئے قابل فخر ہے وہیں قابل تشویش بھی۔ کہ یہ تیز رفتار ترقی انسانی قدروں کی پامالی اور اخلاقیات کی تباہی جیسے مضمرات بھی ساتھ ہی لے کر آئی ہے' نئے دور نے نئے مسائل کو جنم دیا ہے اور یہ مسائل کتبِ فقہ کے عبادات و معاملات کے ابواب میں نئی بحثوں کے اضافہ کے متقاضی ہیں۔ علم طب و جینیات کی ترقی نے جدید طبی فقہی مسائل کا دروازہ کھول کر عائلی معاملات کا از سر نو جائزہ لینے کی دعوت دی ہے۔

اس دور کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس کے اپنے امام ابو حنیفہ اور مالک و شافعی و حنبل ہوں جو اس جدید دور کے پیچیدہ مسائل کا حل جدید فقہ اسلامی کی صورت میں پیش کر سکیں اور فقہِ اسلامی کی تشکیل جدید کا ''اقبالی خواب'' شرمندہ تعبیر ہو مگر سائنسی ترقی نے خالص علمی شعبوں کی کارکردگی کو کچھ اس طرح متاثر کیا ہے کہ اب نوجوان دس پندرہ برس تک چٹائیوں پر بیٹھ کر قدیم طرز کی تعلیم کے مراحل صبر و تحمل سے طے کرنے کی بجائے جدید تعلیم کے شارٹ کٹس اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی چکاچوند کی جانب شدید رغبت و میلان کا حامل ہے۔ فقہ و اصول کی تعلیم کی سرپرستی نہ ہونے اور معاشرہ میں اہل علم کا وقار گر جانے کی بناء پر بھی اب اس وادیٔ خار زار میں قدم رکھنے والے خال خال ہیں۔ اعداد و شمار کی صورتحال یہ ہے کہ بین الاقوامی یا بین الاسلامی سطح پر ایک فیصد نوجوان بھی کسی ایسے شعبہ تعلیم میں جانے کو تیار نہیں جس کا اسکوپ

انہیں روشن دکھائی نہ دیتا ہو اور اسکوپ کیا ہے؟.......................مال اور عزت و جاہ۔

عوام تو عوام اب علماء بھی (ماسوا چند ایک کے) اسی مال و زر کی دوڑ میں شامل ہیں جس کے سبب ان کی غیر علمی مصروفیات اس قدر زیادہ ہیں کہ منتقیٔ علم کا فریضہ وہ کماحقہ' ادا نہیں کر پا رہے۔ مثلاً میں ایسے بیسیوں علماء سے واقف ہوں جو نہایت متقی و انتہائی درجے کے قابل استاذ' با عمل عالم' نکتہ رس فقیہ اور بذلہ سنج خطیب ہیں مگر کسی نہ کسی دار العلوم کے مہتمم ہیں۔ ان کی تدریس و منتقیٔ علم کا عالم یہ ہے کہ ہفتہ عشرہ میں دو ایک سبق ہی پابندی سے پڑھا پاتے ہیں اور ان کے دوران بھی متعدد فون انہیں سننا ہوتے ہیں اور بے شمار مسائل ان کے ذہن میں انتظامی حوالے سے کلبلا رہے ہوتے ہیں۔ اسی دوران اگر "معاونین ملاقاتی" آٹپکیں تو ان سے بھی علیک سلیک کرنا اور انہیں مطمئن کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ملکی و غیر ملکی دوروں' جلسوں' کانفرنسوں میں شرکت اور سرکاری مجالس میں شمولیت اس کے علاوہ ہے۔ پھر نکاح و طلاق کے مختلف استفتاء ات و استفسارات کے جوابات بھی انہیں املاء کرانا ہوتے ہیں' میڈیا پر اور اسٹیج پر انہیں تقریر کے لئے بھی جانا ہوتا ہے اور سیاسی جلسوں کی رونق بننا بھی ان کے معمولات میں شامل ہے جبکہ خانگی امور کی طرف توجہ ایک الگ مستقل مسئلہ ہے۔ نکاح خوانی' دم درود اور فاتحہ نیاز کی مصروفیت بھی ان کے ساتھ ہر دم وابستہ ہے۔

اس طرح ان کی غیر علمی' سیاسی' سماجی' انتظامی اور معاشرتی و روحانی مصروفیات اس قدر زیادہ ہیں کہ انہیں جدید پیش آمدہ مسائل کی طرف توجہ کی فرصت ہی نہیں۔ اس کا اندازہ اس معمولی سی مثال سے کیا جا سکتا ہے کہ اس وقت عالم اسلام کو جو مسائل درپیش ہیں ان میں سے ایک نہایت اہم مسئلہ عالمگیریت (Globalization) اور مقامیت (Civilization) کا مسئلہ ہے۔ امریکہ اور صیہونی طاقتوں کی خواہش یہ ہے کہ وہ پوری مسلم دنیا کو ان دو پر فریب الفاظ سے عبارت خوشنما نعرہ کی لپیٹ میں لے کر ان پر اپنا اقتدار مستحکم کر لیں اور عالم اسلام کے اربابِ اقتدار جو پہلے ہی اکثر و بیشتر صیہونیت کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں اسے عملی طور پر اپنے اپنے ممالک میں نہ صرف متعارف بلکہ نافذ کر رہے ہیں۔ پاکستان میں بھی اس کے نفاذ کے عملی کام کا آغاز ہو چکا ہے اور نئی طرز کے نئے بلدیاتی انتخابات اسی کا حصہ ہیں جن کے نتیجہ میں شہری حکومتوں کا قیام عمل میں آئے گا۔ اور یہ حکومتیں اسلام یا غیر اسلام کی بنیاد پر نہیں شہری خدمات کی بنیاد پر قائم ہوں گی۔

ہم نے دوماہ قبل ستمبر میں اور پھر اکتوبر ۲۰۰۰ء میں ایک استفتاء عالمگیریت اور مقامیت کے حوالے سے ملک کے ۵۰ امفتیانِ کرام (مفتیانِ "اہل سنت و جماعت (بریلوی)") کو ارسال کیا تھا جس کا کوئی جواب اکتوبر کے اواخر تک نہ ملنے پر ہم نے نومبر کے شمارہ میں ماہنامہ ساحل کے حوالہ سے مفتی نظام الدین شامزئی صاحب (دیوبندی) کا فتویٰ شائع کیا اور اس پر مفتیانِ ملت سے مثبت یا منفی رد عمل کے اظہار کی درخواست کی۔ علاوہ ازیں عالمگیریت و مقامیت کے مختصر سے تعارف کے ساتھ استفتاء دوبارہ بائی ڈاک (جوابی لفافوں کے ساتھ) ۱۰۰ مفتیانِ کرام کی خدمت میں ارسال کیا۔ نومبر ختم ہو رہا ہے دسمبر کا شمارہ پریس میں جا رہا ہے مگر تاحال کہیں سے کوئی اطمینان بخش جواب موصول نہیں ہوا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ یا تو یہ مسئلہ اہل علم و فقہاءِ وقت کے نزدیک کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتا یا ان کی دیگر مصروفیات اس قدر زیادہ ہیں کہ انہیں مستقبل کے حوالہ سے اہم ترین معاملات پر غور و فکر کی فرصت نہیں۔

بین الاقوامی صیہونی سازشوں کے نتیجہ میں ملتِ اسلامیہ کو جن جدید چیلنجز کا سامنا ہے ان پر غور کرنے 'ان کا مقابلہ کرنے کیلئے حکمتِ عملی مرتب کرنے 'اس پر عوام میں شعور بیدار کرنے اور پھر کم از کم اپنے ملک کو ایسی سازشوں سے تحفظ دلوانے کی خاطر 'علماء و فقہائے عصر کو مل بیٹھ کر غور و فکر کرنا ہوگا اور اس قسم کے اہم نوعیت کے معاملات پر سوچنے اور لکھنے کو عدیم الفرصتی کے باعث اگر نظر انداز کیا جاتا رہا تو یہ عدیم الفرصتی نہایت خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔

بینکوں کو زکوٰۃ مت کاٹنے دیجئے ------------ اپنی زکوٰۃ خود ادا کیجئے

تفصیلات کے لیے پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب کی کتاب

"بینکوں کے ذریعہ زکوٰۃ کی کٹوتی کی شرعی حیثیت"

کا مطالعہ کیجئے

ناشر: اسکالرز اکیڈمی پوسٹ بکس 17887 گلشن اقبال، کراچی